بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

حبیب الرحمن اعظمی

اسلام صرف چند اصول ونظریات اور علوم وافکار کا مجموعہ نہیں؛ بلکہ وہ اپنے جلو میں مکمل نظامِ عمل لے کر چلتا ہے، دینِ اسلام جہاں زندگی کے ہر شعبہ میں اصول وقواعد پیش کرتا ہے، وہیں ایک ایک جزئیہ کی عملی تشکیل بھی کرتا ہے؛ چونکہ خاتمِ مرتبت، نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم نبوت ورسالت ہیں اور دینِ اسلام مالکِ کائنات کا آخری پسندیدہ دین ہے؛ اس لیے یہ ضروری تھا کہ شریعتِ محمدیہ (عَلی صَاحِبِھَا أَلْفُ أَلْفُ صلوۃٍ وَسَلَامٍ) کی علمی وعملی دونوں پہلوؤں سے حفاظت کی جائے اور قیامت تک ایسی جماعت کا سلسلہ جاری رہے جو شریعتِ مطہرہ کے علم وعمل کی حامل وامین اور داعی ونقیب ہو؛ چنانچہ حق تعالیٰ نے دینِ اسلام کی دونوں طرح سے حفاظت فرمائی۔

حفاظتِ دین کے ذرائع میں ''صحابۂ کرامؓ'' کی جماعت سرِفہرست ہے، اس برگزیدہ جماعت نے (جسے خود ربِ کائنات نے پیغمبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ومعیت کے لیے منتخب فرمایا تھا) براہِ راست صاحبِ وحیؐ سے دین کو سیکھا پھر اس پر عمل کیا اور اپنے بعد آنے والی نسلوں تک دین کو من وعن پہنچایا، ان بزرگوں نے معلمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ تربیت اخلاق واعمال کو منشائے خداوندی کے مطابق درست کیا، سیرت وکردار کی پاکیزگی حاصل کی اور رضائے الٰہی کے لیے اپنا سب کچھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کردیا۔

غرض اس پوری کائنات میں صرف اور صرف حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی وہ واحد مقدس جماعت ہے جن کی تعلیم وتربیت کے لیے سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم اور استاذ مقرر کیا گیا، اس انعام خداوندی پر وہ جس قدر بھی شکر کریں کم ہے اور جتنا بھی فخر کریں بجا ہے۔

چونکہ نبیِ آخرُ الزماں ﷺ کی علمی وعملی میراث اور آسمانی امانت ان حضرات کے سپرد کی جارہی تھی؛ اس لیے یہ ضروری تھا کہ آنے والی نسلوں کے لیے یہ حضرات قابلِ اعتماد واستناد ہوں؛ چنانچہ قرآن وحدیث میں جگہ جگہ ان کے فضائل ومناقب بیان کیے گئے اور ان کی بے پایاں عظمتوں کو آشکارا کیا گیا، ان کے اخلاص وللّٰہیت کی شہادت دی گئی اور انھیں بارگاہِ خداوندی سے یہ رتبہٴ بلند عطا ہوا کہ انھیں رسالتِ محمدی (عَلیٰ صَاحِبِهَا الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ) کے عادل گواہوں کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا، فرمانِ الٰہی ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ، تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً (الآية).

محمد، اللہ کے رسول ہیں اور جو ایمان والے ان کے ساتھ ہیں وہ منکرین پر سخت اور باہم شفیق ہیں، تم انھیں دیکھوگے رکوع اور سجدے میں، وہ صرف اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں۔

گویا یہاں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ایک دعویٰ ہے اور اس کے ثبوت میں حضراتِ صحابہؓ کی سیرت کردار کو پیش کیا گیا ہے کہ جسے نبیِ صادق وامین کی صداقت میں شک وشبہ ہو اُسے آپ کے رفقاء اور ساتھیوں کی پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کرکے خود اپنے ضمیر سے یہ فیصلہ لینا چاہیے کہ جن کے صحبت یاب اور ہم نشین اس قدر بلند کردار اور پاکباز ہوں وہ خود صدق وراستی کے کس مقام بلند پر فائز ہوں گے۔

پھر نبیِ صادق ومصدوق ﷺ نے اپنے صحابہؓ کے بے شمار فضائل بیان فرمائے، بالخصوص خلفائے راشدین حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروقِ اعظم، حضرت عثمان ذوالنّورین، حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل ومناقب سے احادیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ الحاصل جس کثرت وشدت اور تواتر وتسلسل کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہؓ کے اوصاف وکمالات اور مزایا وخصوصیات کو بیان فرمایا ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ اپنی امت کے علم میں یہ بات لانا چاہتے تھے کہ میرے صحابہؓ پر بھرپور اعتماد کیا جائے اور انھیں عام افرادِ امت پر قیاس کرنے کی غلطی نہ کی جائے، ان کا تعلق وربط براہِ راست آں حضرت ﷺ کی ذاتِ گرامی سے ہے؛ اس لیے ان کی محبت عین محبتِ رسول ﷺ ہے اور ان کے حق میں ادنیٰ لب کشائی ناقابلِ معافی جرم ہے، ارشاد ہے:

اَللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ، اَللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضاً مِنْ بَعْدِيْ، فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ أَذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ، وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَأْخُذَهٗ.

اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے بارے میں، میرے بعد انھیں ہدفِ تنقید نہ بنانا؛ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی بنیاد پر ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض رکھنے کی بناء پر ان سے بغض رکھا، جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی، اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کے ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اُسے پکڑ لے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت کو پابند کیا کہ میری سنت کے ساتھ خلفائے راشدین کے طریقہ اور راہِ عمل کو بھی لازم پکڑیں۔

الغرض کتاب وسنت کے نصوص بتا رہے ہیں کہ:

۱- سارے صحابہؓ کو اللہ رب العزت کی دائمی رضا وخوشنودی حاصل ہے۔

۲- جملہ صحابہؓ آپس میں برادرانہ اُلفت ومحبت رکھتے تھے۔

۳- ہر ایک صحابی کا دل ایمان واخلاص کی الفت سے مزین اور کفر، فسق اور نافرمانی سے متنفر تھا۔

۴- حضراتِ صحابہؓ اللہ تعالیٰ کے منتخب وبرگزیدہ ہیں، جماعتِ انبیاء کے علاوہ جن وبشر کا کوئی بھی فرد ان کی عظمتِ شان کو نہیں پہنچ سکتا۔

۵- صحابہؓ کی محبت رسول اللہ ﷺ کی محبت اور ان سے بغض، اللہ کے رسول ﷺ سے بغض ہے۔

۶- صحابہؓ کو تنقید وتنقیص کا نشانہ بنانا حرام ہے۔

۷- امت کا سارا شرف ومجد صحابہؓ کے ساتھ وابستگی پر موقوف ہے۔

قرآن وحدیث کی ان واضح اور روشن ہدایات کے بالمقابل عصرِ حاضر کے اہلِ ظواہر کہتے ہیں:

۱- امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب جو روایت آں حضرت ﷺ سے بیان کریں اس میں وہ یقیناً اور قطعاً سچے ہیں؛ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ روایت کی طرح ان کی درایت (فہم) ہم پر واجب التعمیل نہیں، بہت ممکن ہے کہ وہ درست نہ ہو‘‘ (شمع محمدی ص۹ طبع کراچی)

اسی صفحہ پر جملہ صحابۂ کرامؓ کے بارے میں اسی موقف کی وضاحت کی گئی ہے۔

۲- صحابہؓ کی درایت معتبر نہیں (شمعِ محمدی)

۳- کردارِ صحابی حجت نیست اگر چہ بصحت رسد (بدور الاہلہ ج۱ ص۲۸) صحابی کا کردار اگر چہ صحیح طور پر ثابت ہو حجت و دلیل نہیں ہے۔

۴- وَمَا هُوَ مَوْقُوْفٌ عَلٰى صَحَابِيٍ أَوْ تَابِعِيٍ لَا تَقُوْمُ بِهٖ الْحُجَّةُ (الروضة الندیه ج۱ ص۷۷) صحابی وتابعی کے قول سے حجت و دلیل قائم نہیں ہوگی۔

۵- دینِ اسلام صرف وحیِ الٰہی کا نام ہے، یعنی قرآن مجید اور صحیح احادیث اس کے علاوہ کسی کا قول یا عمل دینِ اسلام نہیں ہے خواہ صحابہؓ ہوں (دعوت الی الخیر ص۳ طبع کراچی)

۶- خطبۂ جمعہ میں خلفاء کے ذکر کا التزام بدعت ہے (ہدایۃ المہدی ج۱ ص۱۱۰)

حضرت فاروقِ اعظمؓ نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین قرار دیا تھا، اس کے خلاف ایک جدید ظاہری کا تیور دیکھیے! فرماتے ہیں:

۷- ''پھر آپ اور ہم اُسے کیوں مانیں ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں، ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا، آں حضرت ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج۲ ص۲۵۲ مطبوعہ ادارہ ترجمان السنة لاہور)

۸- بعض صحابہ فاسق تھے، جیسے ولید بن عقبہ، معاویہ، عمرو، مغیرہ، سمرۃ (نزل الابرار ج۳ ص۹۴) نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ!

''ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا''

❁ ❁ ❁